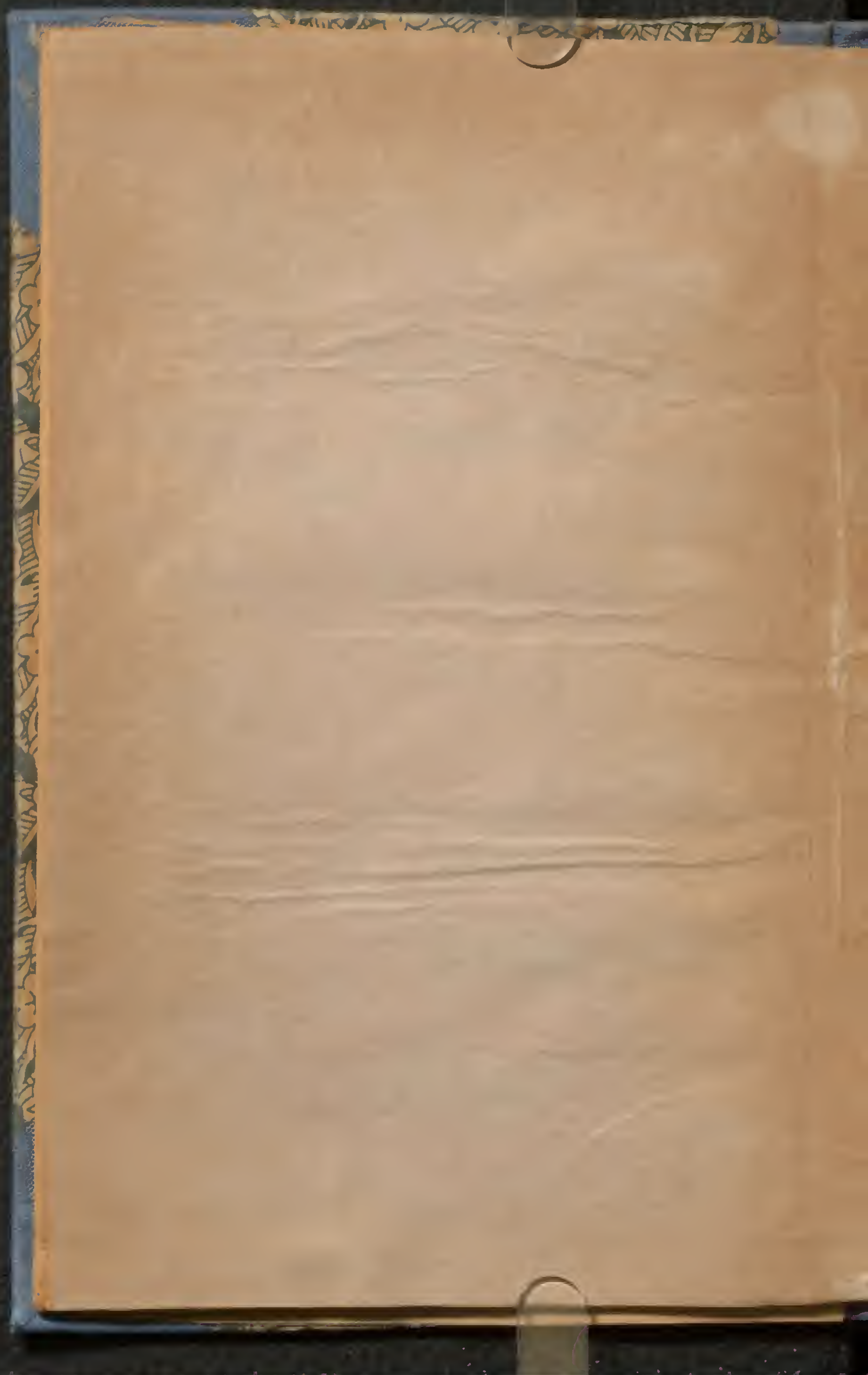
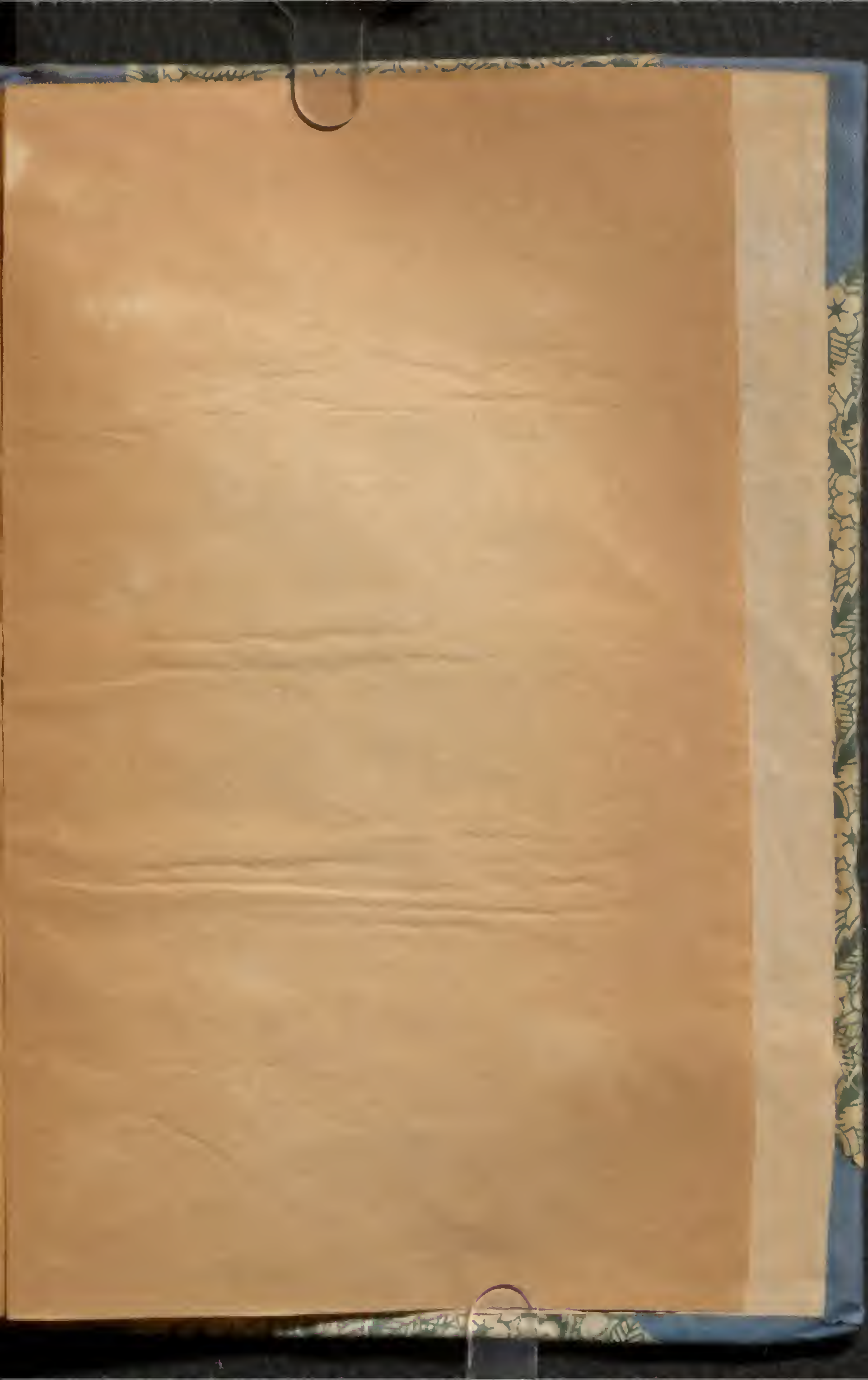

McGill University Library
3 103 152 085 Q





قصد السبیل

حکیم الامت
حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانویؒ

ناشر
سب رس کتاب گھر عقب مسجد قاضی دیوبند (یوپی)
(مطبوعہ پنجاب نیشنل پریس دہلی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل لکل داءٍ دواءً۔ ووضع لکل مرض وعرض شفاء
ودفع عن عبادہ برحمتہ عناءً وبلاءً۔ ورفع عنہم بلطفہ غلاءً ووباءً۔
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ ونبیہ محمد الہادی الی معالجۃ الآفات
والعاہات۔ وعلی آلہ وصحبہ المتزکین المزکین عن القاذورات والسیئات

امابعد کئی سال گذر گئے کہ ہندوستان میں بلائے قحط و وبائے طاعون مسلط
ہے جس سے اکثر لوگ بوجہ فوت ہونے مقاصد دینوی و دینی کے پریشان
ہیں۔ اور اپنے فہم اور علم کے موافق اس کے اسباب اور ان اسباب کے
رفع کی تدبیریں بھی سوچتے ہیں جن میں سے بعض ناکامی اور بعض میں اور الٹی
زیادہ پریشانی پیش آتی ہے اور وجہ اس کی صرف یہ ہے کہ ان اہل الرائے
نے تشخیص اسباب ہی میں غلطی کی ہے جس سے بطریق بناء الفاسد
تدبیر میں بھی غلطی ہوئی اور سبب غلطی تشخیص کا یہ ہوا۔ کہ اکثر عقلاء نے
اسباب کو ان ہی اسباب طبعیہ میں منحصر سمجھ رکھا ہے اور حوادث کو
ان ہی اسباب کے ساتھ منوط و مربوط قرار دیا ہے۔ اور یہی اول
غلطی ہے ہرچند کہ اسباب طبعیہ کی تاثیر سے جو کہ عقلاً و نقلاً ثابت و
صحیح ہے انکار نہیں کیا جاسکتا مگر ان کو طبعاً و ضرورۃً موثر سمجھنا یا
اسباب کو ان میں منحصر سمجھنا محض غلط ہے۔ دلائل قطعیہ سے

ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ان اسباب سے احیاناً مسبب کو تخلف بھی ہو جاتا ہے۔ اور کبھی دوسرے اسباب پر مسبب کا ترتب ہوتا ہے پس اسباب کی دو قسم ہیں۔ اسباب ظاہری اور اسباب باطنی قسم اول کی تحقیق مشاہدہ و عقل سے ہوتی ہے۔ اور قسم ثانی پر مطلع ہونے کے لئے صاحب وحی کے اخبار کی ضرورت ہے جو شخص انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتا ہے اس پر فرض ہے کہ مثل قسم اول اسباب کے قسم ثانی کی بھی تصدیق کرے۔ اور آیات و احادیث کو تتبع کر کے اپنے مصائب و غموم کے معالجہ میں باطنی تدبیر سے بھی مدد لیا کرے بلکہ اگر اپنی مصائب و حوادث کے اسباب طبعیہ بھی سمجھ میں آجائیں تب بھی تدبیر باطنی سے غافل و مستغنی نہ ہو کیونکہ جس طرح یہ حوادث بلا واسطہ اسباب باطنی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ان حوادث کے اسباب تو طبعی ہوتے ہیں۔ مگر ان اسباب کے اسباب باطنی ہوتے ہیں۔ مثلاً قارون کا زمین میں دھس جانا اس کا کوئی طبعی سبب نہ تھا محض باطنی سبب تھا یعنی ایذاء رسانی حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور قوم نوح کا غرق ہونا اس کا اس کا ظاہری سبب طبعی تھا۔ یعنی پانی کا بڑھ جانا اور اس پانی بڑھنے کا سبب باطنی تھا یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب پس ممکن ہے کہ کسی شخص کو کوئی مرض صعب کے مادہ خلطی کے فساد سے پڑا ہو۔ مگر خود یہ فساد کسی گناہ کے شامت سے ہوا ہو اس لئے جمیع حوادث میں تدبیر باطنی کی حاجت واقع ہوئی۔ چونکہ ان اسباب باطنی کی اطلاع عام لوگوں کو نہیں

ہمت قوی رکھنا کہ تقاضائے نفس یا ملامت خلق سنگ راہ نہ ہو یہ تو مرتبہ اُولیٰ کا بیان ہوا اور دوسرا مرتبہ مندوب ہے اور اکثر عرف میں آج کل اُسی کو تصوّف اور درویشی کہتے ہیں لیکن اگر دوسرے مرتبہ میں مشغول ہونے سے کوئی ضروری طاعت مرتبہ اُولیٰ کی فوت یا خلل پذیر ہو جاوے تو پھر اس میں مشغول ہونا ممنوع و غیر مشروع ہو جاوے گا۔ جیسا بعضے نادان کرتے ہیں کہ بیوی بچوں کا بھوکا ننگا چھوڑ کر درویشی کا دم بھرتے ہیں۔

ہدایتِ دوم۔ صحیح ترتیب سلوک مرتبہ دوم کی یہ ہے کہ اول گناہوں سے توبہ خالصہ کرے اور اگر کچھ عبادات واجبہ نماز وغیرہ اس کی فوت ہوئی ہوں تو ان کو قضا کرنا شروع کردے اور اگر اس کے ذمّے کچھ حقوق العباد ہوں تو ان کے ادا کرنے کے بندوبست میں لگ جاوے یا اہل حقوق سے معاف کرائے کیونکہ بدون اس کے کہ ان سے سبکدوشی حاصل کرنے کی کوشش کرے اگر عمر بھر بھی ریاضت و مجاہدہ کرے گا ہرگز مقصودِ حقیقی تک رسائی نصیب نہ ہوگی اور توبہ کے ساتھ آئندہ کے لئے بھی قوی عزم رکھے کہ اللہ و رسول کی اطاعت میں گو نفس کو کتنی ہی ناگواری ہو اور گو مال کا یا جان کا کتنا ہی بڑا ضرر ہے اور گو کوئی نفسانی دنیوی مصلحت کیسی ہی فوت ہوتی ہو اور گو خلق کتنی ہی ملامت کرے سب برداشت کریں گے اور اللہ و رسول کی اطاعت کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔ اگر اتنی ہمت نہیں ہے تو طالب حق نہیں ہے کیونکہ طالب کی تو یہ شان ہوتی ہے ؎

اے دل آن بہ کہ خراب از مے گلگوں باشی
بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجان شرط اول قدم آنست کہ مجنون باشی

جب توبہ وعزم دونوں ٹھیک ہوگئے تو علم دین بقدر ضرورت حاصل کرے جیسا ہدایت اول میں اس کا طریقہ بیان کیا گیا پھر شیخ کامل کی تلاش میں لگے جس کی پہچان آگے آتی ہے ہدایت سوم شیخ کامل وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں ع۱ بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو ع۲ عقائد واعمال واخلاق میں شرع کا پابند ہو ع۳ دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو کمال کا دعوے نہ کرتا ہو کہ یہ بھی شعبۂ دنیا ہے ع۴ کسی شیخ کامل کی صحبت میں چندے رہا ہو ع۵ اس زمانہ کے منصف علماء مشائخ اس کو اچھا سمجھتے ہوں ع۶ بہ نسبت عوام کے خواص یعنی فہیم دیندار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں ع۷ اس سے جو لوگ بیعت ہیں اُن میں اکثر کی حالت باعتبار اتباع شرع وقلت حرص دنیا کے اچھی ہو ع۸ وہ شیخ تعلیم وتلقین میں اپنے مریدوں کے حال پر شفقت رکھتا ہو اور ان کی کوئی بری بات سنے یا دیکھے تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو۔ یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو اس کی مرضی پر چھوڑ دے ع۹ اس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالےٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو ع۱۰ خود بھی وہ ذاکر شاغل ہو کہ بدون عمل یا عزم عمل تعلیم میں برکت نہیں ہوتی جس شخص میں یہ علامات ہوں پھر یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت بھی صادر ہوتی ہے یا نہیں یا اس کو کشف بھی ہوتا ہے یا نہیں یا یہ جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے یا نہیں یا یہ صاحب تصرفات ہے یا نہیں کیونکہ یہ امور لوازم مشیخت یا ولایت میں سے نہیں اسی طرح یہ نہ دیکھے کہ اس کی توجہ سے لوگ مرغ بسمل کی طرح

ہیں نہ دون قال العارف الرومی ؎

ہرچہ بہر تو آید از ظلمات و غم　　آن زبیباکی وگستاخی است ہم

فصل دوم - خاص قحط و وباء و طاعون کے اسباب میں ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ دس آدمی مہاجرین میں سے حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے - جن میں ایک میں تھا - آپ نے فرمایا کہ اے مہاجرین پانچ باتیں ہیں اور میں تمہارے لئے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان میں پڑو ۱ نہیں ظاہر ہوئی بیحیائی کی باتیں کسی قوم میں حتیٰ کہ کھلم کھلا کرنے لگیں مگر مبتلا ہوئے طاعون میں اور ایسی بیماریوں میں کہ جو اُن کے باپ دادوں میں کبھی نہ ہوے ہوں گے ۲ اور نہیں کم کیا کسی قوم نے ناپ اور تول کو مگر مبتلا ہوئے قحط سالی اور سخت مشقت اور ظلم حاکم میں ۳ اور نہیں بند کی کسی قوم نے زکوۃ اپنے مال کی - مگر محروم کئے گئے بارش آسمانی سے - پس اگر بہائم نہ ہوتے تو بالکل بارش ہی نہ ہوا کرتی ۴ اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے - مگر مسلط کیا اللہ تعالےٰ نے ان کے دشمن کو غیر قوم سے پس بجبر لے لیا انہوں نے ان کے مالوں کو ۵ اور نہیں ترک کیا ان کے سرداروں نے فیصلہ کرنا موافق حکم الٰہی کے مگر پیدا کیا اللہ تعالےٰ نے قتل وقتال ان کے آپس میں فقط اس حدیث سے کئی گناہوں کے مختلف وبال معلوم ہوئے جس میں کثرت فحش سے طاعون و وباء و امراض عجیبہ کا ہونا اور کم ناپنے اور تول نے زکوۃ نہ دینے سے قحط سالی وغیرہ کا ہونا بھی ثابت ہوتا ہے - ابن ابی الدنیا نے حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت حذیفہؓ سے

روایت کیا ہے۔ کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک جب اللہ تعالےٰ اپنے بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں بچوں کو موت دیتے ہیں اور عورتوں کو بانجھ کر دیتے ہیں۔ پھر انتقام نازل ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں کہ ان میں ایک بھی قابل رحمت کے نہیں رہتا۔ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ مطلق، گناہ بچوں کی موت کا عام سبب ہے معجم طبرانی میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کم کیا کسی قوم نے ناپ اور تول کو مگر روک لیا اللہ تعالےٰ نے ان سے بارش کو اور نہیں ظاہر ہوا کسی قوم میں زنا مگر ظاہر ہوئی ان میں موت یعنی وبا، اور نہیں ظاہر ہوا کسی قوم میں سود کا معاملہ مگر مسلط ہوا ان پر جنون یعنی عقل سلیم کا تباہ ہو جانا اور نہیں ظاہر ہوا کسی قوم میں قتل کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ مگر مسلط کیا اللہ تعالیٰ نے اُن پر اُن کے دشمن کو اور نہیں ظاہر ہوا کسی قوم میں عمل قوم لوط کا مگر ظاہر اُن میں خسف[ع۵] اور نہیں چھوڑا کسی قوم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو مگر نہ قبول ہوئے ان کے اعمال اور نہ سنی گئی ان کی دعا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کم تولنے ناپنے سے بارش کی کمی اور زنا سے وبا واقع ہوتی ہے اور سماک بن حرب نے عبد الرحمن سے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جب ظاہر ہوتا ہے سود اور زنا کسی بستی میں حکم فرماتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی ہلاکت کا اس روایت سے معلوم ہوا کہ زنا اور سود دونو سبب ہیں ہلاکت کے اور ہلاکت کی یہی دو صورتیں ہیں۔ مال کا تلف ہونا اور جان کا تلف ہونا جو کہ قحط و وبا، میں

ع۵۔ یعنی اس کی سزا یہ ہے گو بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اس کو ملتوی فرما دیں ۱۲ منہ

کو حقیر ضرور سمجھنے لگتا ہے اور اگر حاصل نہ ہوئیں تو غم میں مرنے گھلنے لگتا ہے اور جو شخص غیر اختیاری امور کا طالب ہوگا ہمیشہ مبتلائے غم و پریشانی رہے گا بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ پیر صاحب کے عملیات بڑے مجرب ہیں ضرورت کے وقت ان سے تعویذ گنڈے لیا کریں گے یا پیر صاحب بڑے مقبول الدعوات ہیں مقدمات وغیرہ میں ان سے دعا کرایا کریں گے اور سب کام اپنی مرضی موافق ہو جایا کریں گے گویا سازی خدائی پیر صاحب کے قبضہ میں ہے یا ہم ان سے ایسی چیز سیکھ لینگے کہ ہم بھی بابرکت ہو جاویں گے کہ ہمارے دم کر دینے سے ہاتھ پھیر دینے سے مریض اچھے ہو جاویں گے بلکہ ایسے لوگ تمامتر بزرگی کا خلاصہ ان ہی عملیات کو اور ان کے آثار کو سمجھتے ہیں چونکہ اس کو بزرگی سے کوئی تعلق نہیں اور یہ نیت محض دنیا کی طلب ہے اس لئے بالکل فاسد در فاسد ہے بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ ذکر و شغل کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ کچھ انوار نظر آیا کریں گے یا کچھ آوازیں سنائی دینگی یہ بھی محض ہوس اور نافہمی ہے کیونکہ اول تو ذکر و شغل پر ان آثار کا مرتب ہونا ضرور نہیں اور نہ ذکر و شغل سے یہ مقصود ہے دوسرے یہ انوار و الوان و اصوات بعض اوقات اسی کے دماغ کا تصرف ہوتا ہے عالم الغیب کے اشیاء میں سے نہیں ہوتیں تیسرے اگر بالفرض اسی عالم کی چیزیں منکشف ہوگئیں تو اس کو کیا فائدہ ۔ کسی عالم کے منکشف قرب نہیں بڑھ جاتا قرب کے لئے تو طاعات موضوع ہیں بعض اوقات شیاطین کو ملائکہ نظر آجاتے ہیں مگر وہ شیطان کے شیطان ہی رہتے ہیں۔

پھر مرنے کے بعد ظاہر ہے کہ سب کفار کو اس عالم کے بہت سے حقائق کا انکشاف ہو جاوے گا تو جو امر کفار میں بھی مشترک ہو اس میں کیا کمال ہوا چونکہ امور مذکورہ میں سے صحیح غرض کوئی نہیں اس لئے ان سب کو دل سے نکال کر اصلی غرض اور مقصود سلوک کا رضائے حق کو سمجھے جس کا طریق احکام شرعیہ کا بجا لانا اور ذکر پر مداومت کرنا ہے شیخ اسی کی تعلیم و تلقین کرتا ہے اور مرید اس پر کاربند ہوتا ہے اگرچہ کوئی کیفیت معلوم نہ ہو اور نہ کوئی کمال اس کے زعم میں حاصل ہو تب بھی آخرت میں اس کا ثمرہ کہ رضا ہے ظاہر ہوگا اور رضا سے دخول جنت ولقاء حق اور دوزخ سے نجات میسر ہوگی اور شیخ کی طرف سے اسی کی تلقین کا وعدہ اور مرید کی طرف سے اس کے اتباع کا عہد حقیقت ہے پیری مریدی کی اور گو یہ تعلیم و عمل بدون بیعت متعارفہ بھی ممکن ہے لیکن خاص پر بیعت کرنے میں طبعاً یہ خاصہ ہے کہ شیخ کو توجہ زیادہ ہو جاتی ہے اور مرید کو پاس فرمانبرداری زیادہ ہو جاتا ہے اور یہی حکمت ہے شیخ کی تعیین اور وحدۃ میں بھی کہ اس سے جانبین کو خصوصیت بڑھ جاتی ہے اور باقی ہاتھ میں ہاتھ لینا یا کوئی کپڑا وغیرہ عورت کو پکڑا دینا جب کہ وہ پاس ہو یہ محض ایک عادۃ صالحہ مستحسنہ ہے اسی معاہدہ کے تاکد کیلئے اور معاہدہ کا جزو نہیں اسی وجہ سے غایب کے لئے اس کی رسم نہیں اور استحسان اس کا سنت میں بھی وارد ہے چنانچہ مردوں کے لئے ہاتھ میں ہاتھ پکڑنا منقول ہے اور کپڑا وغیرہ ہاتھ میں دینا یہ اخذ ید کے قائم مقام ہے۔

ہو یعنی زبان سے کہنے میں بھی اندیشہ مضرت ہے تو دل سے نفرت وناگواری رکھی اور یہ ایمان کا نہایت کم درجہ ہے یعنی اگر دل سے بھی ناگواری نہیں تو اس شخص کے ایمان کی بھی خیر نہیں ہے اور اگر اس پر کوئی شبہ کرے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ وہ معاصی سے خود بھی بچتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی منع کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر وہ نہیں مانتے تو ان سے قطع تعلق کر دیتے ہیں۔ پھر ایسے لوگ کس لئے مبتلائے قحط و وبا ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے۔ کہ تسلط بلا جس طرح عقوبت کے لئے ہوتا ہے بعض اوقات محض رفع درجات وتضاعف اجر وثواب کیلئے ہوتا ہے سو ایسے فرمانبرداروں کے لئے یہ قحط و وبا، رحمت محض ہوتی ہے چنانچہ حضرت امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کی نسبت سوال کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک عذاب ہے کہ جس پہ اللہ تعالےٰ کو منظور ہوتا ہے بھیجتا ہے اور بیشک اللہ تعالےٰ نے اس کو اہل ایمان کے لئے رحمت بنایا ہے جس شخص کی بستی میں طاعون واقع ہو اور وہ وہاں ہی ٹھیرا رہے استقلال اور طلب ثواب کے لئے اور یہ عقیدہ رکھے کہ جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے وہ ہی واقع ہوگا ایسے شخص کو مثل اجر شہید کے ملتا ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زلزلہ کے بیان میں فرما رہی تھیں۔ کہ اگر لوگ توبہ نہیں کرتے تو اللہ تعالےٰ ان لوگوں پر اس بستی کو منہدم کر دیتا ہے کسی نے پوچھا اے اُم المومنین کیا ان لوگوں کے لئے یہ عذاب ہوتا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا نہیں اہل ایمان کے لئے تو موعظة ورحمت ہے

اور کافروں کے لئے عقوبت اور عذاب اور ناراضی حضرت انس فرماتے ہیں۔ کہ میں نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی بات اس سے زیادہ خوشی کی نہیں سُنی۔ اور راز اس کی رحمت ہونے میں اہل طاعت کیلئے یہ ہے۔ کہ ہر مصیبت اپنے اثر کی وجہ سے مصیبت ہوتی ہے کہ اس سے قلب میں غم اور الم اور تنگی پیدا ہوتی ہے۔ اور واقعی راحت و اذیت کا دار و مدار قلب ہی پر ہے۔ دیکھئے اگر کسی کے پاس ظاہراً تمام اسباب عیش و فرحت جمع ہوں مگر اس کے دل میں کوئی حزن قوی ہو تو وہ تمام سامان گرد ہے اور اگر ظاہر میں خستہ و شکستہ حالت میں ہو مگر دل میں اس کے مسرت و اطمنان ہو وہ بادشاہ سے بڑھ کر ہے پس چونکہ یہ بندہ مقبول بوجہ غلبہ حب الٰہی و تسلیم و رضا کے ہر حال میں راضی ہے اس لئے یہ ظاہری بلا بھی اس کے حق میں نعمت ہے بخلاف نافرمانوں کے کہ ان کا قلب خود ظلمت سے پر ہے ذرا سی مصیبت سے ان کو سخت اضطراب اور صدمہ ہو جاتا ہے تو مصیبت ان کے حق میں ہے اور آیت وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ میں یہی اہل مصیبت مخاطب ہیں پس معلوم ہوا کہ ایک شے کا ایک شخص کے حق میں رحمت ہونا اور دوسرے کے حق میں زحمت ہونا ایک ہی حالت میں ممکن ہے۔ قال العارف الرومی ۔

پیش قبطی خوں بود آں آب نیل ۔ آب باشد پیش سبطی جمیل
جادہ باشد بحر ز اسرائیلیاں ۔ غرقہ گہ باشد ز فرعون عواں
باد بُد بر عادیاں گرز و تبر ۔ لیک بُد بر ہود و بر قومش ظفر
گلستاں باشد بر ابراہیم نار ۔ لیک بر نمرود باشد زہر مار

کرنے کے واسطے ضبط کئے دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے قوی امید کرتا ہوں کہ اس کے موافق عمل کرنے والا محروم نہ رہے گا پھر اگر کسی کا شیخ اسی کو منظور و جائز رکھے تب تو قصد سہل ہوا اور اگر اوراد و اذکار و اشغال کے متعلق کچھ اور تجویز کرے تو اس کے موافق کرنا چاہئے۔ البتہ اس میں جتنے امور شرعاً ضروری ہیں اُن میں تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں ہے وہ بجا نہ رہینگے۔ پس خلاصہ اس دستور العمل کا یہ ہے کہ طالب یا عامی ہے یا عالم اور ہر ایک ان میں سے یا فکر معاش و حقوق عباد سے فارغ ہے یا مشغول۔ یہ کل چار قسمیں طالب کی ہوئیں ایک عامی فارغ دوسرا عامی مشغول تیسرا عالم فارغ چوتھا عالم مشغول ان میں ہر ایک کے لئے ایک ایک دستور العمل خاص ہے پس **عامی مشغول کا خاص دستور العمل** یہ ہے کہ وہ اول عقائد و مسائل ضروریہ سیکھے اور بہت اہتمام سے اس کا پابند رہے اور جو نئی بات اُس کو پیش آوے علماء سے پوچھے اور اگر پیر اس کا عالم ہے تو وہ سب سے بہتر ہے اور اگر ممکن ہو تو تہجد اخیر شب میں پڑھے ورنہ عشا کے بعد ہی وتر سے پہلے کچھ نفلیں بجائے تہجد کے پڑھ لے اور بعد پانچوں نمازوں کے یا جن نمازوں کے بعد فرصت ہو سبحان اللہ سو بار اور لا الٰہ الا اللہ سو بار اور اللہ اکبر سو بار اور سوتے وقت استغفار سو بار پڑھا کرے اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے درود شریف زبان سے جاری رکھے اس میں وضو اور کسی عدد کی قید نہیں لیکن ہر وقت تسبیح ہاتھ میں لئے نہ پھرے اور اگر قرآن پڑھا ہوا ہو تو روزانہ کسی قدر قرآن کی تلاوت بھی کر لیا کرے اور اس رسالہ کے آخر میں جو مردوں اور عورتوں کو نصیحت لکھی ہے اُن کو کبھی کبھی دیکھ لیا کرے یا سُن

لیا کرے اور اُن پر عمل کرے اور کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا اور کوئی خوش عقیدہ متقی بزرگ موجود ہو اُس کے پاس جا بیٹھا کرے۔ لیکن پیر کے پاس جانے میں اسکی پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لیکر ہی جانا چاہئے کیونکہ یہ تکلیف خلاف ہے اخلاص کے اور باقی اوقات میں بال بچوں کے لئے کسب حلال میں مشغول رہنا بھی عبادت ہے اور اگر یہ عامی عورت ہے تو ان باقی اوقات میں گھر کا کاروبار خصوص شوہر کی خدمت اُس کے لئے عبادت ہے مگر یہ بدون اذن شوہر کے پیر کے یہاں نہ جاوے اور ایام حیض میں بھی وظیفوں کے وقت میں وضو کر کے وظیفے پڑھ لیا کرے بجز قرآن مجید کے کہ اُس کا پڑھنا اُس حالت میں درست نہیں۔ اور عامی فارغ کا خاص دستور العمل بھی وہی ہے جو عامی مشغول کے لئے بیان کیا گیا مگر اتنے امور اور زائد ہیں وہ یہ کہ اگر ممکن ہو تو پیر کی خدمت میں جا پڑے لیکن اپنے کھانے پینے کا انتظام ایسے طور پر کرے کہ کسی دوسرے پر اس کا بار نہ پڑے اور اگر کوئی انتظام و سامان ظاہری نہ ہو تو اتنا ضرور ہے کہ دوسرے کے بھروسے پر نہ رہے یا تو کچھ محنت مزدوری کرے اور اگر ہمت ہو تو اللہ پر توکل کرے ملجاوے کھالے نہ ملے صبر کرے اور اگر پیر کے پاس نہ رہ سکے تو اپنے وطن ہی میں رہے۔ خواہ گھر میں یا کسی مسجد میں مگر جہاں تک ہو سکے خلق سے علیحدہ رہے کسی کے پاس زیادہ آمد و رفت نہ رکھے جب تک کوئی دنیا یا دین کی ضرورت نہ ہو مخالطت نہ کرے اور جب کسی ضرورت سے ملنا ہو تو زبان کا بہت خیال رکھے کوئی کلمہ خلاف شرع مثل غیبت وغیرہ کے منہ سے نہ نکل جاوے لیکن نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور تنہائی میں جو اوقات اپنی ضروری حاجت و آرام سے بچیں اُس میں خواہ قرآن

سے بارش ہوتی اور زمین سے نباتات وغلہ پیدا ہوتا اور خاص کر بعض اعمال
دفع بلا میں بالخاصہ مفید ہیں۔ ایک اُن میں سے نماز اور روزہ ہے چنانچہ حدیث
میں ہے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک
درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے ظاہر ہے کہ جب
مصیبت گناہ کے سبب ہوگی۔ اور نماز سے گناہ کی معافی ہوتی ہے لامحالہ نماز سے
مصیبت دفع ہوگی۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی امر
عظیم پیش آتا فوراً کھڑے ہوجاتے کسوف وخسوف واستسقا میں نماز پڑھنا مدینہ میں
مشہور ہے۔ اور مطلق آیات عظیمہ کے ظہور کے وقت بھی نماز کا امر آیا ہے اسی سے ہمارے
فقہائے نے باد تند وتاریکی شدید وزلزلہ وغیرہ کے وقت نوافل پڑھنے کو لکھا ہے ایک ان میں
صدقہ خیرات کا دینا ہے حدیث میں ہے کہ صدقہ بجھا دیتا ہے پروردگار کے غصہ کو اور
دفع کرتا ہے بری حالت سے مرنے کو روایت کیا اُس کو ترمذی نے ایک اُن میں سے
دعا والتجا کرنا ہے جناب ارحم الراحمین میں دفع بلا کے لئے حدیث میں ہے نہیں لوٹاتی
قضا کو مگر دعا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ اور حدیث میں ہے کہ دعا نفع دیتی
ہے اُس مصیبت سے کہ نازل ہوچکی۔ اور اُس سے جو نازل نہیں یعنی نازل ہوئی بلا اس
سے دفع ہوتی ہے اور جو نازل نہیں ہوئی وہ آتی نہیں روایت کیا اس کو حاکم نے۔
اور بہت حدیثیں اسکی فضیلت وتاکید میں ہیں۔ اسیطرح اور اعمال صالحہ کے خواص بھی
اسکے قریب قریب وارد ہیں۔ یہ تو بیان علاج کلی کا جو کہ عام اور مشترک ہے تمام آفات
وبلیات کے لئے جس میں قحط ووبا بھی داخل ہے اور علاج جزئی جو خاص ہے قحط ووبا
کیساتھ یہ ہے کہ اُس کے اسباب ہفتگانہ سے جو اوپر مذکور ہوئے اجتناب شدید

کیاجاوے اب سہولت ناظرین کے لئے اِن تینوں فصلوں سے خلاصہ کرکے ایک دستور العمل لکھاجاتاہے۔جس کابرتاؤ دفع بلیات کیلئے ضروری ہے۔

دستور العمل بھائیو(۱) نمازوں کی پابندی کرو خود بھی پڑھو اور اپنے اہل وعیال ومتعلقین کو بھی پڑھاؤ۔جو بچہ سات برس کا ہو اُسکو زبان سے کہہ کر پڑھاؤ جو نماز نہ پڑھے اُس پر تشدد کرکے پڑھاؤ اُس سے ناراضی ونفرت ظاہر کرو(۲) خیرات اپنی مقدور بھر محتاجوں مسافروں کو دیتے رہو بالخصوص ایسے لوگونکو ڈھونڈ ڈھونڈ کر دو جو گھروں میں آبرو لئے پڑے ہیں۔اور کسی سے اپنا حال بھی نہیں کہتے۔

(۳) استغفار بکثرت کرو یعنی دل میں اپنے گناہوں پر پشیمان ہو۔زبان سے بھی خوب لجاجت وسماجت وعاجزی سے جناب باری میں گناہوں کی معافی کیلئے عرض کیا کرو اور حتی الامکان گریہ وزاری میں مشغول ہو اگر رونا نہ آوے تو رونے کی شکل بناؤ(۴) زنا نہ اور فحش اور بیحیائی کی باتوں سے بہت اہتمام کیساتھ بچو آنکھ کو نامحرم عورت یا مشتہیٰ امرو پر بدنگاہ کرنے سے بچاؤ کہ یہ آنکھ کا زنا ہے۔کان میں نامحرم کی آواز لذت کیساتھ مت پڑنے دو بخصوص گانے بجانے کی آواز کہ یہ کان کا زنا ہے زبان کو بیہودہ باتوں سے یا نامحرم کیساتھ دل خوش کرنے کیلئے باتیں کرنیسے بہت بچاؤ کہ یہ زبان کا زنا ہے(۵) کسی کا حق مت دبا رکھو خواہ قلیل ہو یا کثیر کسی عزیز کا ہو یا غیرعزیز کا مسلمانوں کا ہو یا کافر کا زمینداروں اور سوداگروں کا فرقہ اس بلا میں بہت مبتلا ہے انکو زیادہ احتیاط درکار ہے ریل میں قانون سے زیادہ لیجانا بھی اِس خیانت میں داخل ہے(۶) زکوٰۃ حساب کرکے سالانہ ادا کرتے رہو۔زیور اور مال تجارت اور نقد روپیہ اور گوٹہ اور ٹھپہ اور سچی زری کا کام ان سب میں جبکہ بقدر

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور سنن میں وتر کے بعد سبحان الملک القدوس میں رفع صوت مروی ہے اور حکمت جہر میں یہ سمجھی گئی ہے کہ اس میں وساوس وخطرات کم آتے ہیں کیونکہ اپنی آواز جو کان میں آتی رہتی ہے قلب آسانی سے اُدھر متوجہ نہ سکتا ہے سو یہ فائدہ خفیف جہر سے بھی حاصل ہے اسی طرح ضرب بھی قربت نہیں ہے اس میں بھی ایسی ہی حکمت طبیہ ہے وہ یہ کہ حرکت عنیفہ سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اور حرارت سے رقت اور رقت سے تاثر اور تاثر معین ہوتا ہے اطاعت اور محبت میں اور وہ مقاصد میں سے ہیں پس ضرب ذریعۂ مقصود ہونے سے مقصود بالغیر بن جاتا ہے لیکن زیادہ ضرب سے قلب میں خفقان پیدا ہونے کا ڈر ہے لہٰذا اعتدال سے تجاوز نہ کرے یہ تو اس کے متعلق تحقیق علمی ہے اور ایک امر عملی اس میں قابل تنبیہ ہے وہ یہ کہ اکثر کتب فن میں اس ذکر کے ساتھ گردن کو داہنے اور بائیں لے جانے لانے کو لکھا ہے سو جان لینا چاہئے کہ پہلے لوگوں کے مزاج اور دماغ قوی تھے اس کے متحمل ہوتے تھے بلکہ بوجہ قوت مزاج کے وہ بدون اس کے متاثر نہ ہوتے تھے اس لئے اُن کو اِس کی ضرورت تھی اب خود ضعف غالب ہے تھوڑے ناعل سے قلب متاثر ہو سکتا ہے اس لئے ایسا نہ کیا جاوے ورنہ دماغ کے ماؤف ہونے کا اندیشہ ہے صرف اسی قدر کافی ہے کہ لا الٰہ کے ساتھ سارے بدن کو تدریجاً داہنی طرف ذرا حرکت دیدیں اور الا اللہ کے ساتھ بائیں طرف لے آئیں اور یہ بھی محض اس لئے ہے کہ بدن کو ایک حالت پر قایم رکھنے میں تکلیف اور تقیید ہے اس حرکت سے قدرے سہولت ہو جاتی ہے ورنہ اس کی بھی حاجت نہیں اور ضرب کے وقت بھی گردن کو جھٹکا دینے کی

لیا کرے اور اُن پر عمل کرے اور کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا اور کوئی خوش
عقیدہ متقی بزرگ موجود ہو اُس کے پاس جا بیٹھا کرے لیکن پیر کے پاس جانے
میں اس کی پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لے کر ہی جانا چاہیئے کیونکہ یہ تکلیف خلاف
ہے اخلاص کے اور باقی اوقات میں بال بچوں کے لئے کسب حلال میں مشغول
رہنا بھی عبادت ہے اور اگر یہ عامی عورت ہے تو ان باقی اوقات میں گھر کا
کاروبار خصوص شوہر کی خدمت اُس کے لئے عبادت ہے مگر یہ بدون اذن
شوہر کے پیر کے یہاں نہ جاوے اور ایام حیض میں بھی وظیفوں کے وقت میں
وضو کر کے وظیفے پڑھ لیا کرے بجز قرآن مجید کے کہ اُس کا پڑھنا اُس حالت
میں درست نہیں - اور عامی فارغ کا خاص دستور العمل بھی وہی ہے جو
عامی مشغول کے لئے بیان کیا گیا مگر اتنے اُمور اور زائد ہیں وہ یہ کہ اگر ممکن ہو تو
پیر کی خدمت میں جا پڑے لیکن اپنے کھانے پینے کا انتظام ایسے طور پر کر لے کہ
کسی دوسرے پر اس کا بار نہ پڑے اور اگر کوئی انتظام و سامان ظاہری نہ ہو تو
اتنا ضرور ہے کہ دوسرے کے بھروسے پر نہ رہے یا تو کچھ محنت مزدوری کرے
اور اگر ہمت ہو تو اللہ پر توکل کرے مل جاوے کھالے نہ ملے صبر کرے اور اگر پیر
کے پاس نہ رہ سکے تو اپنے وطن ہی میں رہے خواہ گھر میں یا کسی مسجد میں مگر جہاں تک
ہو سکے خلق سے علیحدہ رہے کسی کے پاس زیادہ آمد و رفت نہ رکھے جبتک کوئی
دنیا یا دین کی ضرورت نہ ہو مخالطت نہ کرے اور جب تک کسی ضرورت سے ملنا ہو تو
زبان کا بہت خیال رکھے کوئی کلمہ خلاف شرع مثل غیبت وغیرہ کے منہ سے نہ
نکلجاوے لیکن نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور تنہائی میں جو اوقات اپنی ضروری

حاجت و آرام سے بچیں اُس میں خواہ قرآن کی تلاوت مع مناجات مقبول خواہ
نوافل خواہ درود شریف خواہ استغفار میں مشغول رہے اور اگر کچھ خواندہ ہو تو
تھوڑے وقت دین کی کتابیں بھی جو اُردو فارسی میں ہیں کسی معتبر عالم کو دکھلا
کر مطالعہ کیا کرے لیکن جہاں شبہ رہے اپنی رائے سے مطلب نہ ٹھیرالے کسی محقق
عالم سے پوچھ لے اور اگر اُس بستی میں کہیں طالب علم یا اللہ اللہ کرنے والے موجود
ہوں تو اُن کی خدمت گذاری میں اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ خرچ کرے
اس سے قلب میں برکت بھی پیدا ہوتی ہے اور خود بینی سے بھی حفاظت رہتی
ہے اور کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرے باقی دونوں قسم کے عامی کو اشغال
کی تعلیم نہ کرنا چاہئے کہ اس میں طرح طرح کے خطرات ہیں جن کا تحمل عامی سے
نہیں ہوتا البتہ اگر اُس میں شوق و استعداد دیکھے تو اسم ذات تین ہزار سے چھ
ہزار تک تنہائی میں بیٹھ کر پڑھنے کو تبلادے مگر بدون ضرب و بدون جہر کے
اس سے زیادہ مناسب نہیں باقی دوسرے اوراد و نوافل جس قدر جی چاہے
پڑھے البتہ اگر کوئی عامی صحبتِ علماء سے مثل علماء کے خوش فہم ہو گیا ہو وہ اس
سے مستثنیٰ ہے اور **عالم مشغول کا خاص دستور العمل** یہ ہے کہ اوقاتِ فراغ
میں کوئی وقت ایسا جس میں قلب افکار و تشویشات سے کسی قدر خالی ہو اور
معدہ نہ پُر ہو نہ بھوک کا تقاضا ہو معین کر کے اُس میں بارہ ہزار سے چوبیس ہزار
تک جس قدر ممکن ہو خلوت میں بیٹھ کر اسم ذات یعنی اللہ اللہ باوضو خفیف
جہر و ضرب کے ساتھ قلب کو متوجہ کر کے پڑھا کریں اور تہجد کی پابندی کریں اور
کسی وقت قرآن شریف کی تلاوت اور مناجات مقبول کی اصل عربی کی ایک منزل

کا التزام رکھیں اور اگر مدرس ہیں فبہا ورنہ ایک معتدبہ وقت تدریس طلبۂ علم دین میں ضرور صرف کیا کریں اور گاہ گاہ جب ضرورت دیکھی جاوے یا سامعین رغبت کریں ضروری احکام کا وعظ کہدیا کریں مگر وعظ میں غیر ضروری مضامین بیان نہ کریں اور جو ضروری مضمون ہو مگر عوام کی طبیعت کے خلاف ہو اُس کو نہ تو مبہم طور سے کہیں اور نہ خشونت و درشتی سے کہیں بلکہ صاف لیکن نرم کہیں اور وعظ پر اجرت نہ لیں نہ عوام کے زیادہ درپے ہو نہ اُن کو سخت کہے کہ اس سے خواہ مخواہ عداوت پیدا ہوتی ہے اور احیاء العلوم وغیرہ مطالعہ میں رکھیں لیکن شیخ سے دور رہ کر شغل نہ کریں البتہ چندے شیخ کے حضور میں اگر یہ کام کیا ہو اور وہ اب بھی تجویز کرے تو مضائقہ نہیں اور عالم فارغ کا گو برائے چندے ہی فارغ ہو جسکی مدت اقل درجہ چھ ماہ ہیں خاص دستور العمل یہ ہے کہ چند روز جس قدر موقع میسر ہو شیخ کی خدمت میں رہ کر مشغول ذکر رہے اور اُس کیلئے اذکار میں سے اس قدر کافی ہے کہ بعد تہجد کے بارہ تسبیح پڑھے یعنی لآ الٰہ الا اللّٰہ ۲۰۰ بار اور الا اللّٰہ ۴۰۰ بار اور اللّٰہ اللّٰہ بضم ہائے اول وسکون ہائے ثانی ۶۰۰ اور صرف اللّٰہ ۱۰۰ بار یہ تیرہ تسبیح ہیں مگر اصطلاح میں بارہ کہلاتی ہیں ان میں خفیف سا جہر اور معتدل ضرب قلب پر کرے مگر جہر مقصود بالذات اور قربت فی نفسہا نہیں ایسا اعتقاد کرنا بدعت ہے اور حدیث جو وارد ہے اربعوا علی انفسکم انکم لاتدعون اصم ولا غائبا میرے نزدیک اسی اعتقاد کی نہی پر محمول ہے اور بعض نے جہر مفرط کو اسکا محمل بنایا ہے جس سے دوسرے لوگ متاذی ہوں مثلاً نائمین کو تشویش ہو اور امام ابو حنیفہ رح کے منع فرمانے کی بھی یہی توجیہات ہیں ورنہ جہر فی نفسہ جائز ہے جیسا بخاری میں حضرت ابن عباس رض سے رفع الصوت

بالتکبیر کا علامت انصراف عن الصلوٰۃ ہونا عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور سنن میں وتر کے بعد سبحان الملک القدوس میں رفع الصوت مروی ہے اور حکمت جہر میں یہ سمجھی گئی ہے کہ اسمیں وساوس وخطرات کم آتے ہیں کیونکہ اپنی آواز جو کان میں آتی رہتی ہے قلب آسانی سے اُدھر متوجہ رہتا ہے سو یہ فائدہ خفیف جہر سے بھی حاصل ہے اسیطرح ضرب بھی قربت نہیں ہے اس میں بھی ایسی ہی حکمت طبیہ ہے وہ یہ کہ حرکت عنیفہ سے حرارت پیدا ہوتی ہے اور حرارت سے رقت اور رقت سے تاثر اور تاثر معین ہوتا ہے اطاعت اور محبت میں اور وہ مقاصد میں سے ہیں پس ضرب ذریعہ مقصود ہونیسے مقصود بالغیر بن جاتا ہے لیکن زیادہ ضرب سے قلب میں خفقان پیدا ہونیکا ڈر ہے لہذا اعتدال سے تجاوز نہ کرے یہ تو اس کے متعلق تحقیق علمی ہے اور ایک امر عملی اس میں قابل تنبیہ ہے وہ یہ کہ اکثر کتب فن میں اس ذکر کے ساتھ گردن کو داہنے اور بائیں لیجانے اور لانے کو لکھا ہے سو جان لینا چاہیئے کہ پہلے لوگوں کے مزاج اور دماغ قوی تھے اسکے متحمل ہوتے تھے بلکہ بوجہ قوت مزاج کے وہ بدون اسکے متاثر نہ ہوتے تھے اسلیے اُنکو اسکی ضرورت تھی اب خود ضعف غالب ہے تھوڑے فاعل سے قلب متاثر ہوسکتا ہے اسلئے ایسا نہ کیا جائے ورنہ دماغ کے ماؤف ہونیکا اندیشہ ہے صرف اسی قدر کافی ہے کہ لَآ اِلٰہَ کے ساتھ سارے بدن کو تدریجاً داہنی طرف ذرا حرکت دیدیں اور الا اللہ کے ساتھ بائیں طرف لے آویں اور یہ بھی محض اسلئے ہے کہ بدن کو ایک حالت پر قائم رکھنے میں تکلف اور تقیید ہے اس حرکت سے قدرے سہولت ہوجاتی ہے ورنہ اس کی بھی حاجت نہیں اور ضرب کے وقت بھی گردن کو جھٹکا دینے کی ضرورت نہیں صرف مخرج پر آواز کا زور ڈالدینا کافی ہے قریب مکانی

کے سبب سینہ پر اس کا اثر پہنچ جاویگا علیٰ ہذا القیاس بقیہ اذکار میں بھی ضرب تو اسی طور پر کرلے اور تحریکِ بدن اِس سے بھی کم کافی ہے یہ کلام تمامتر دوازدہ تسبیح کے متعلق تھا اس ذکر کے بعد اگر نیند کا تقاضا ہو ذرا سو جاوے ورنہ خواہ ان اذکار میں سے کسی خاص فکر کو اور زیادہ کرے یا یوں ہی فارغ رہے پھر بعد نماز صبح تلاوت قرآن اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھنے کے بعد بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جسقدر سہل ہو اسم ذات خفیف جہر اور معتدل ضرب سے خلوت میں بیٹھکر کرے اور دوپہر کو قیلولہ کرے پھر بعد ظہر اسی طرح بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جسقدر سہولت کے ساتھ عصر کے قبل قبل ہو جاوے اسم ذات کا ورد کرے اور عصر کے بعد اگر شیخ فارغ ہو تو مغرب تک شیخ کیخدمت میں حاضر رہے اور اگر فارغ نہ ہو یا وہاں جو ہی نہ ہو یا اسکے قلب میں زیادہ اشتیاق نہو تو جنگل باغ نہر ندی وغیرہ کی سیر کو چلا جاوے اگر شیخ موجود ہو تو اُس سے اجازت لیکر جاوے اور اسیوقت میں کبھی کبھی مقابر عامہ مسلمین و مزارات اولیاء کرام پر ہو آیا کرے پھر بعد مغرب گھنٹہ آدھ گھنٹہ جیسا تک دلچسپی ہو خلوت میں بیٹھ کر مراقبۂ موت وما بعد الموت الی الحساب کا کرے کہ یہ واقعات اس اس طرح ہونگے بلکہ ان وقائع کا لحاضر فرض کرلے کثرت ذکر اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس مراقبہ سے دنیا کی نفرت پیدا ہو گی یہی حُب و بغض اسکا کام بنا دینے کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہونگے اور بقیہ اوقات میں چلتے پھرتے اور اُٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھتا رہے یا اور جس ذکر سے دلچسپی ہو اور پاس انفاس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی دم غفلت میں نہ گذرے خواہ کوئی ذکر بھی معمول کرلے مشہور معنی اُسکی حقیقت نہیں بلکہ وہ بھی ایک طریق ہے منجملہ اسکے طرق کے پھر اگر اس ذکر کیوقت

قلب میں جمعیت وخشوع معلوم ہو اور وہ روزانہ بڑھتی جاوے اور وساوس وخطرات میں کمی ہونے لگے اور دل لگا کرے تب تو میرے نزدیک اشغال کی حاجت نہیں ملازمت تقویٰ اور یہ ذکر اور یہ مراقبہ بس ہے عمر بھر اس پر مداومت رکھے آخرت میں تو ثمرہ یقینی ہے اور اصل بوعدہ عطائے ثمرات کا آخرت ہی میں ہے لیکن دنیا میں بھی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو اسکے قلب پر علوم عجیبہ ومعارف جنکے باب میں مولانا کا ارشاد ہے ؎ بینی اندر خود علوم انبیاء + بے کتاب و بے معید و اوستا۔ اور واردات غریبہ ومواجید مثل ذوق وشوق ومحبت وانس وہیبت وانکشاف اسرار احکام وحسن معاملہ فیما بینہ وبین اللہ اور تنبیہ علی ما یصلح للتنبہ وامثالہا فائض ہونگے جنکی لذت کے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت گرد ہے اور یہ امور حالات کہلاتے ہیں چونکہ اول تو ہر شخص کو جدا حالات پیش آتے ہیں انکا احاطہ اور ضبط مشکل ہے دوسرے بعض حالات یا انکے متعلق کچھ معالجات از بس نازک ہیں اسلئے وہ تحریر میں نہیں آسکتے ایسے وقت شیخ کا قریب ہونا مناسب ہے وہی انکی تفسیر یا اگر حاجت ہوئی تو معمولات میں کچھ تفسیر کرتا ہے۔ اور منجملہ فوائد صحبت شیخ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے اور دوسرے اور فوائد بھی ہیں جو اس ہدایت کے ختم پر مذکور ہونگے یہی علوم کشف الٰہی کہلاتے ہیں کشف کونی نہ لذت میں اسکی گرد کو پہونچتا ہے نہ قرب میں اسکو اسکا سا دخل ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کشف الٰہی میں زیادہ تھے اور خضر علیہ السلام کشف کونی میں پھر ظاہر ہے کس کا رتبہ اعلیٰ ہو رہا یہ کہ انکو انکے پاس کیوں بھیجا گیا سو اس میں مقصود اس امر کی تعلیم تھی کہ بولنے میں دقائق کلام کی رعایت واحتیاط رکھا کریں۔ کیونکہ انھوں نے ایک سوال کے جواب میں انا اعلم فرما دیا تھا جو واقع میں علوم مقصودہ کے اعتبار

سے صحیح بھی تھا لیکن لفظ کے اطلاق سے ایہام عموم ہوتا تھا اسلئے یہ بات دکھلا دی کہ کشفِ کونی میں حضرت خضر علیہ السلام زائد ہیں گو وہ کشفِ آلٰہی کے برابر کمال نہ ہو مگر عموم تو منفی ہے اس لئے یہ نفی مدلول کلام بھی ہونا چاہئے تھا اور اس کشفِ آلٰہی والے کے متعلق اگر ارشاد و مشیخت و روحانی تربیت خلق کی ہو جاوے تو وہ قطب الارشاد کہلاتا ہے۔ اور کشف کونی والے کے متعلق اگر دنیوی تربیت خلق کی ہو جاوے وہ قطب التکوین کہلاتا ہے۔ اور اگر ایک مدت تک ذکر کرنے سے قلب میں یکسوئی و خشوع نہ ہو تو مناسب ہے کہ کوئی شغل بھی کر لیا جاوے اشغال بہت ہیں میرے نزدیک انفع اور اسہل شغل انحد ہے اور اچھا وقت اُس کا آخر شب ہے بعد بارہ تسبیح کے لیکن حبس نہ کرے آجکل اکثر اس سے قلب و دماغ دونوں ماؤف ہو جاتے ہیں صرف آنکھیں ویسے ہی بند کرلے اور کانوں کو انگشتِ شہادت سے ذرا زور سے بند کرلے اس سے کان میں ایک صَوت کا تَقِف عِندَ حَدِّ پیدا ہو گی اور غالباً یہی اسکی وجہ تسمیہ بھی ہے کیونکہ اَن لغت ہندیہ میں کلمہ نفی کا ہے یعنی بیحد اور اس آواز کی طرف قلب کو متوجہ رکھے اور زبان سے یا قلب سے اسم ذات کا ورد رکھے تاکہ اتنا وقت غفلت میں نہ گذرے کیونکہ اِس صَوت میں مشغول ہونا ذکر نہیں کیونکہ یہ صَوت نعوذ باللہ حق تعالیٰ کی صفت تو ہے نہیں جیسا بعض کو دھوکا ہو گیا ہے بلکہ عالمِ غیب میں سے مخلوق کی بھی نہیں صرف اِسی کے دماغ میں ہوا بند ہو کر متموج ہونے لگتی ہے باوجود اِسکے پھر اُسکی طرف مشغول کرنا صرف اسلئے تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ صَوت محسوس ہے اور لذیذ ہے بلکہ بعض اوقات اُسکے اندر نہایت دلربا و دلفریب آوازیں پیدا ہوتی ہیں کہ شاغل کو محو کر دیتی ہیں اور محسوس و لذیذ چیز کی طرف متوجہ ہونے سے

طبعًا دوسرے خطرات گم ہوجاتے ہیں اِس سے ذہن کو عادت ہوتی ہو اور ایک طرف
توجہ تام کرنیکی پھر شغل چھوڑ اکر اس توجہ کو مقصود حقیقی کی طرف منصرف کردیتے ہیں جس کی
طرف اوّلاً متوجہ ہونا بوجہ اسکے غائب عن الحواس ہونیکے احیانًا محتاج تکلف تھا۔
الحاصل اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ شغل خود ذکر نہیں البتہ معین ذکر ہے جیسا گذرا
اسی لئے اسکو بدعت نہیں کہہ سکتے کہ ماموربہ کا ذریعہ ہے بلکہ عند التامل سنت سے بھی اسکی
کچھ اصل نکل سکتی ہے چنانچہ نماز میں موضع سجود پر نگاہ رکھنا مسنون ہے اور اُسمیں
حکمت بھی نفی خواطر و اجتماع قلب معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم۔ اور جس طرح اس آواز کا
محل دماغ ہے اسیطرح کبھی دوسرے اشغال میں اور کبھی اذکار میں بھی مختلف الوان کے
انوار جو نظر آنے لگتے ہیں وہ بھی اکثر صور دماغیہ ہوتے ہیں چنانچہ غیر شاغل بھی اگر اسی
طرح آنکھیں بند کرکے دیکھے تو بعض اوقات اُس کو بھی مختلف رنگ نظر آیا کرتے ہیں
اس سے کبھی دھوکا نہ کھاوے اور نہ ان اشیا کی طرف کبھی ملتفت ہو بلکہ اگر اس سے
زیادہ واقعی غائبات کا بھی کشف ہونے لگے چنانچہ بعض اوقات بوجہ یکسوئی کے
ایسا بھی ہوجاتا ہے تب بھی اصلاً اُدھر متوجہ نہو نہ اُس سے لذت حاصل کرے خواہ
وہ مکشوفات ناسوت کے ہوں یا ملکوت کے لیکن ہیں تو غیر مطلوب بلکہ حسب ارشاد
حضرت مرشد علیہ الرحمۃ حجاب ظلمانی سے حجاب نورانی زیادہ اشد ہے طالب کو سب
کی نفی کرنا چاہیئے اور اس مضمون پر نظر رکھنا چاہیئے ؎ عشق آن شعلہ است
کو چوں بر فروخت + ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت + تیغ لا در قتل غیر حق براند +
در نگر آخر کہ بعدِ لا چہ ماند + ماند الا اللہ و باقی جملہ رفت + مرحبا اے عشق شرکت سوز
زفت + اور اگر شیخ کامل کوئی اور مراقبہ یا شغل مناسب تجویز کرے اُسکا اتباع

کرے لیکن اشغال میں شغل رابطہ وتصور شیخ اور مراقبات میں مراقبۂ وحدۃ الوجود
بوجہ اسکے کہ اکثر خواص کو بھی مضر ہوتا ہے متروک ہے کما قال تعالیٰ فی الخمر
والمیسر اذکا ناجلالین اثمھما اکبر من نفعھما اور ان اذکار واشغال سے جو
وقت بچے اُس میں کچھ نہ کچھ ذکر زبان سے توجہ قلب کے ساتھ جاری رکھے خواہ درود
شریف اور میرے نزدیک یہ سب سے بہتر ہے خواہ استغفار خواہ کلمہ طیبہ خواہ اور کچھ
جس سے دلچسپی ہو اور ان اوقات میں صرف ذکر قلبی پر اکتفا نہ کرے کیونکہ اس میں
اکثر یہ دھوکا ہو جاتا ہے کہ ذہول کی اطلاع نہیں ہوتی یا اس سے بڑھ کر یہ کہ
ذہول کو کبھی استغراق ومحویت سمجھ جاتا ہے اور دو چیزوں سے بچنے کا ہر وقت
خیال رکھے ایک غفلت جس کا علاج ذکر ہے جیسا ابھی بیان ہوا دوسرے معصیت
صغیرہ ہو یا کبیرہ قلب سے ہو یا زبان سے یا ہاتھ پاؤں آنکھ کان سے غفلت سے
قلب کی نورانیت برباد جاتی ہے اور معصیت سے علاوہ نور قلب فوت ہونے کی
مقبولیت عند اللہ بھی زائل ہو جاتی ہے اور یہ بڑا خسارہ ہے اور اگر احیاناً غفلت
سے یا نفس کی شرارت سے کوئی معصیت قولی یا فعلی سرزد ہو جاوے فوراً نہایت
ندامت وعاجزی سے استغفار اور توبہ کرے بالخصوص بعض معاصی خصوصیت کے
ساتھ زیادہ مضر ہیں اُن سے بچنے کا اور زیادہ اہتمام رکھے ایک ریا دوسری کبر
اور اسی سے لگا ہے تفاخر وعجب پیدا ہو جاتا ہے خواہ کمال دنیوی پر ہو یا کمال
دینی پر تیسرے زبان سے کسی کی غیبت یا شکایت یا کسی پر طعن واعتراض کرنا بلکہ
اکثر فضول کلام بھی نورانیت قلب کو مضر ہوتا ہے اور اسی لئے طالب حق کو لوگوں
سے زیادہ میل جول کرنا نہ چاہیئے مگر بضرورت چوتھے محل نامشروع میں رغبت شہوۃ

سے کسی کیطرف توجہ کرنا خواہ آنکھ سے یا دل کے خیال سے پانچویں بیجا یا اعتدال سے زیادہ غصہ کرنا یا بدخلقی و سختی کیساتھ کسی سے پیش آنا۔ اسی طرح بعضی غفلت بھی خصوصیت کیساتھ زیادہ مضر ہے یعنی وہ غفلت جسکا سبب دنیوی تعلقات ہوں کیونکہ ایسی غفلت تجدید ذکر سے بھی ختم نہیں ہوگی بار بار قلب اُدھر کشش کریگا اور منجملہ اس دستور العمل کے ایک امر یہ بھی ہے کہ جبتک ایسے شخص کو جسمیں کلام ہو رہا ہے کسیقدر رسوخ و استحکام کیساتھ نسبت باطنی نصیب نہو جاوے جبتک نہ تو افادۂ ظاہری میں مشغول ہو نہ افادۂ باطنی پر اقدام کرے یعنی نہ طلبہ کو پڑھاوے نہ عوام میں وعظ کہے نہ مطب کرے نہ تعویذ گنڈہ لکھے نہ پیری مریدی کرنے لگے بالکل زاویۂ خمول میں پڑا رہے الا ان یضطر الی شئ من ذالك اور علامت حصول نسبت باطنی کی دو امر ہیں ایک یہ کہ ذکر اور یادداشت کا ایسا ملکہ ہو جاوے کہ کسی وقت غفلت اور ذہول نہو اور اسمیں زیادہ تکلف نہ کرنا پڑے دوسری یہ کہ اطاعت حق یعنی اتباع احکام شرعیہ کی عبادۃً و معاملۃً و خلقاً و اقوالاً و افعالاً اسکو ایسی رغبت اور منہیات و مخالفات سے ایسی نفرت ہو جاوے جیسی مرغوبات و مکروہات طبعیہ کی ہوتی ہے اور حرص دنیا کی قلب سے نکلجاوے۔ کان خلقہ القرآن اُسکی شان بنجاوے البتہ کسل عارضی یا وسوسہ جسکے مقتضا پر عمل نہ ہو اس رغبت و نفرت کے منافی نہیں اور یہی درجہ یادداشت اور فرمانبرداری کا جو علامت ہے نسبت باطنی کی حاصل ہے محبت حق کا اور اگر حصول نسبت کے ساتھ کچھ علوم و اسرار بھی قلب پر وارد ہونے لگیں تو یہ شخص عارف بھی کہلاویگا۔ اب بعد حصول نسبت کے درس و وعظ یا تصنیف و تالیف کا مضائقہ نہیں بلکہ یہ خدمت علم دین

افضل العبادات ہے اور اگر شیخ تعلیم و تلقین اذکار اور بیعت کرنیکی بھی اجازت دیدے تو بندگانِ خدا سے یہ افادہ بھی دریغ نہ کرے لیکن ہمیشہ اپنے کو خادم خلق سمجھے مخدوم نہ سمجھے اور اگر وہ اجازت نہ دے تو ہرگز ایسی جرأت نکرے اور نہ از خود درخواست اجازت کی کرے کہ ہوس محض ہے ایسی عاریتی اجازت معتد بہ نہیں بلکہ بڑے ہونیسے چھوٹا رہنا بدرجہا اسلم ہے البتہ حکم ہو جانے پر خلاف مناسب نہیں ورنہ سلسلہ ہی نہ چلتا لیکن مریدوں سے منتظر و متوقع حصول مال کا نہ رہے بلکہ اگر وہ کچھ نذرانہ بھی دیں تو بیعت کیوقت تو اصلا قبول نہ کرے کہ یہ صورت معاوضہ و مبادلہ کی ہے اور دوسرے وقت اگر بطیب خاطر حلال مال سے اپنی گنجائش کیموافق دیں جس سے اُنپر کوئی تعب یا بار نہ پڑے تو ایسی صورت میں ہدیہ قبول کر لینا مسنون ہے اور انکار کرنا موجب دل شکنی مسلم و ناشکری حق تعالیٰ ہے گو وہ قلیل ہی ہو اور گو وہ مجمع میں دے جب بھی عار و ننگ نہ کرے کہ یہ شعبہ تکبر کا ہے یہاں تک دستور العمل مذکور تمام ہوا۔ اور اس دستور العمل کی عبارت اسوجہ سے ذرا مطول ہوگئی ہے کہ اسکے مخاطب اہل علم ہیں اُنکو بدون اِسقدر تفصیل کے نہ اطمینان ہوتا نہ خط آتا اور نہ اصل حاصل اُسکا مختصر ہے جسکا ملخص اسلئے مکرر لکھے دیتا ہوں کہ اُس کی اجزاء تقریر مذکور میں متفرق و منتشر ہو گئے ہیں اُس ملخص کی یہ فہرست ہے تہجد۔ تہجد کے بعد بارہ تسبیح بعد نماز فجر تلاوت قرآن مجید و منزل مناجات مقبول تلاوت کے بعد اسم ذات بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک دوپہر کا قیلولہ بعد ظہر اسم ذات بشمار مذکور بعد عصر حاضری خدمت شیخ یا سیر صحرا و مقابر بعد مغرب مراقبہ موت بقیہ اوقات میں درود شریف بلا تعداد اگر حاجت ہو شغل انحد ملازمت تقویٰ مداومت ذکر اجتناب معاصی و غفلت خصوص ریا و کبر و دعویٰ و تفاخر و عجب و غیبت و اعتراض

وفضول کلام وکثرت مخالطت خلق ورغبت شہوت حرام وغضب وبدخلقی وتکثیر تعلقات دنیویہ اور جو امور مثل ان کے ہوں نسبت باطنی کے حصول تک وعظ ودرس وغیرہ کی تقلیل بدون اجازت شیخ کے تلقین طریقت کی جرأت نہ کرنا غرض میزان کل اور خلاصہ طریق الی اللہ کا کل دو چیزیں ہیں طاعت اور ذکر معصیت سے طاعت فوت ہو جاتی ہے اور غفلت سے ذکر مختل ہو جاتا ہے اس لئے اپنا اصلی کام طاعت و ذکر پر دوام رکھنے کو اور معصیت و غفلت سے بچنے کو سمجھے۔ اگر ایک مدت تک اسپر استقامت و استدامت رہیگی تو انشاء اللہ تعالیٰ محروم نہ رہیگا اور یوں فائدہ تو اول ہی سے ہونے لگتا ہے لیکن اسکی سمجھ میں نہیں آتا ایک وقت ایسا آئیگا کہ یہ بھی سمجھنے لگے گا لیکن نہ گھبراوے نہ جلدی کرے نہ سستی کرے نہ کمی کرے کیونکہ اسکی نہ کوئی میعاد معین نہ کوئی ذمہ دار ہو سکتا ہے البتہ اس قدر امیدوار رسکتے ہیں کہ ؎ اندریں رہ می تراش و می خراش + تا دم آخر دمی فارغ مباش + تا دم آخر دمی آخر بود + کہ عنایت با تو صاحب سر بود + اور اگر باوجود اسکے ابتدا میں ذرا زیادہ اور اسکے بعد بھی کبھی شیخ کی صحبت بھی نصیب ہو جاوے تو نور علی نور ہے اسکی صحبت کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اخلاق وعادات میں اسکا اتباع کریگا اذکار وعبادات میں نشاط اور ہمت کو قوت ہوگی جو حال غریب پیش آویگا اس باب میں اس سے تشفی ہو جاویگی اور بہت سے فوائد ہیں جنکا خود مشاہدہ ہوتا ہے موٹی بات ہے کہ مریض کا طبیب کے پاس ہونا اور دور رہنا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے کہا گیا ہے ؎ مقام امن و مئی بے غش و رفیق شفیق + گرت مدام میسر شود زہے توفیق + واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

ہدایت ہفتم ذاکر کو چاہئے کہ جمیع اسباب مشوشہ قلب سے بچے کیونکہ جمعیت قلب کی

بڑی دولت ہے اور یہ اسباب متعدد ہیں ایک اپنی بے عنوانی سے صحت خراب کر لینا اس لئے صحت کی بہت حفاظت کرے دماغ کی ترطیب اور قلب کی تفریح و تقویت ہمیشہ غذا اور دوا سے کرتا رہے غذا میں نہ اتنی کمی کرے کہ ضعف دیبوست ہو جاوے نہ اس قدر افراط کرے کہ ہضم میں فتور آجاوے کہ اس سے بھی صحت خراب ہوتی ہے جماع کی کثرت نہ کرے کہ اس سے بھی اعضاء رئیسہ خصوص قلب و دماغ ماؤف ہو جاتے ہیں جبتک صادق رغبت نہ ہو کھانا نہ کھاوے آدھ ایک لقمہ کے اشتیاق باقی رہنے پر چھوڑ دے اور جبتک طبیعت میں سخت تقاضا نہ ہو صحبت نہ کرے اسیطرح سونے میں اعتدال رکھے نہ بہت زیادہ سوئے کہ کسل ہو نہ بہت کمی کرے کہ یبوست ہو جاوے دوسرا امر مشوش قلب بلا ضرورت عمدہ لذیذ غذاؤں کے اہتمام میں لگا رہنا ہے۔ تیسرا امر ہر وقت اپنے بدن کی آراستگی اور لباس کی نفاست میں مشغول رہنا کہ اسی باب میں کہا گیا ہے ؎ عاقبت سازو ترا از دیں بری + ایں تن آرائی وایں تن پروری + اے از کمال دین البتہ بالکل میلا کچیلا بھی نہ رہے کہ اس سے بھی قلب مکدر ہوتا ہے سادہ اور صاف رہے البتہ بدون اہتمام اگر خوراک پوشاک عمدہ میسر ہو اور نفس میں کسی رذیلہ کے پیدا ہونیکا اندیشہ نہ ہو تو خدا تعالیٰ کی نعمت ہے استعمال کرے اور شکر بجا لاوے چوتھا امر مال کی حرص اور اُس کے جمع کرنیکی فکر میں رہنا یا یہ کہ موجودہ ذخیرہ کو اسراف کرکے اُڑا ڈالنا کہ دونوں کا انجام تشویش قلب ہے حریص تو ہر وقت اسی دھن میں رہیگا اور مسرف ذخیرہ ختم ہونیکے بعد آخر پریشانی میں مبتلا ہو گا یا پرائے مال پرائے مال پر نگاہ کریگا پانچواں امر کسی سے دوستی یا دشمنی باندھ لینا دوست تو اس پر ہجوم کرکے اسکے وقت کو مشوش کرینگے اور دشمن اسکو ایذائیں پہنچا کر پریشانی میں

ڈالینگے اسی طرح جو امور موجب تشویش قلب ہو اور فی نفسہ ضروری نہ ہوں اُن سے حتی الامکان بہت احتراز رکھے البتہ اگر کوئی تشویش بلا اُس کے اکتساب یا ارتکاب کے پیش آجاوے یا اس نے کسی شرعی ضرورت سے کوئی فعل کیا تھا اور اُس میں کوئی تشویش پیش آگئی مثلاً کسی سود خوار کے ہدیہ لینے سے انکار کیا وہ اس کا دشمن ہو گیا تو وہ مضر نہیں پس اُس میں مضطرب نہ ہو حق تعالیٰ پر نظر و توکل رکھے وہ مدد فرمادینگے اگر کچھ تکلیف بھی پہونچے تو اُسکو مقتضائے حکمت آلہیہ سمجھکر اُسپر راضی رہے وہ اسکے لئے زیادہ موجب قرب ہے۔

ہدایت بست و ہشتم جو امور اختیاری ہیں اُن میں تو خلل نہ ڈالے اور جو امور اختیار سے خارج ہیں اگر وہ مرغوب ہیں تو اُن کے حصول کے درپے نہ ہو اور اگر وہ نامرغوب ہیں تو اُن کے دفع میں تن دہی نہ کرے مثلاً نماز کے اور تلاوت یا ذکر کے اندر تو یہ اختیار میں ہے کہ اپنے قلب کو گو تکلیف ہو حاضر رکھے جسکے کئی طریق ہیں مثلاً حق تعالیٰ کی ذات کا تصور کرنا یا معانی الفاظ کی طرف توجہ کرنا یا خود الفاظ کی طرف خیال رکھنا اسطرح کہ ہر ہر لفظ کو مستقل ارادہ سے زبان سے ادا کرے پس اس میں تو کمی نہ کرے اور نماز کے اندر یا تلاوت کے وقت جی نہ لگنا یا لذت نہ ہونا یا وساوس و خطرات کا ہجوم کرنا خواہ وہ کتنے ہی ناپاک ہوں یہ امر غیر اختیاری ہے اس کی فکر نہ کرے اپنا اختیاری کام کئے جائے اسی سے بالخاصہ اُنکی اصلاح ہو جاتی ہے بالخصوص وساوس کی طرف تو اصلا التفات نہ کرے نہ اُسپر مغموم ہو کہ اس سے اُنکو دونی ترقی ہوتی ہے پھر سخت پریشانی میں مبتلا ہونا پڑتا ہے اسکا عمدہ علاج یہی ہے کہ اپنے ذکر وغیرہ کی طرف توجہ پھر تازہ کر دے اور اُس وسوسہ سے بالکل بے پروائی اختیار کرلے اس سے

وہ ازخود مندفع ہوجاتا ہے اور مثلاً طاعت اختیاری ہے اُسمیں سستی نہ کرے اور یہ امور خارج از اختیار ہیں۔ اچھا خواب قبولِ دعا وجد ورقت وغیرہ انکا طالب نہ ہو یا مثلاً معصیت اختیاری ہے اسکے پاس نہ جائے اور یہ چیزیں غیر اختیاری ہیں۔ بُرا خواب طبیعت کا انقباض رزق کی کمی ذکر میں کسی چیز کا نظر نہ آنا یا کوئی اثر محسوس نہ ہونا بیمار ہوجانا وغیرہ انسے مغموم نہو یا مثلاً کسی کے ساتھ بلاقصد تعشق ہوجانا غیر اختیاری ہے اس میں کوئی معصیت و مضرت نہیں گو تکلیف ہے لیکن یہ امور اختیار میں ہیں اُسکو دیکھنا اُس سے باتیں کرنا قصداً اُسکی آواز سننا اُسکے پاس آنا جانا اُس کا خیال دلمیں لانا اُسکو سوچ سوچ کر دل سے لذت لینا اِنسے بچنا واجب ہے اور اکثر اس تدبیر سے وہ عشق بھی مضمحل ہوجاتا ہے اور اگر اسمیں کوتاہی کریگا گنہگار ہوگا اور قلب تاریک ہوجاویگا یا مثلاً کسی معصیت کیطرف بار بار طبیعت کا مائل اور راغب ہونا غیر اختیاری ہے اسکی فکر میں نہ پڑے البتہ معصیت اختیاری ہے۔ اُس سے بچے اُس میلان پر عمل نکرے جو شخص غیر اختیاری چیزوں کی تحصیل یا دفع کی فکر میں رہتا ہے تمام عمر اُسکی تشویش اور تنگی میں گذرتی ہے حتیٰ کہ بعض لوگوں نے ان وجوہ سے اپنے کو مردود سمجھ لیا ہے پھر بعضوں نے تو خودکشی کرلی ہے اور بعضوں نے ذکر و طاعت کو چھوڑ دیا ہے غرض ایمان کا نقصان کیا جان کا بھی۔ اصل یہ ہے کہ امور غیر اختیاریہ میں جو مرغوب ہیں گاہے اُنکا حصول سالک کیلئے موجب فتنہ ہوجاتا ہے مثلاً اپنے کو صاحب کمال سمجھنے لگا عجب دعویٰ یا شہرت میں مبتلا ہوگیا اور اسیطرح عدم حصول کبھی موجب نفع ہوتا ہے مثلاً اپنے کو ناکارہ و حقیر سمجھنے لگا اور جو امور نامرغوب ہیں کبھی اُنکا ہونا اِس کے لئے نافع ہوتا ہے مثلاً اُسمیں مشقت

ہوتی ہے جو ایک قسم کا مجاہدہ ہے تنگی ہوتی ہے غم ہوتا ہے جس سے تصفیہ باطن کا ہوتا
ہے ایسے ہی مواقع کیلئے ارشاد ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا
شیئا وھو شر لکم البتہ امور مرغوبہ اگر خود حاصل ہو جاویں نعمت سمجھکر شکر کرے جیسا کہ عدم
حصول کو بھی ایک اعتبار سے جیسا مذکور ہوا نعمت سمجھے اور شکر کرے خوب سمجھ لو۔
ہدایت نہم آجکل اکثر درویشوں میں بعض رسوم متعارف ہیں سو بعض تو محض خلاف
شرع ہیں جیسے قبر کا طواف اور اُس پر بوسہ اور اس پر غلاف ڈالنا یا انکی نذر
ماننا یا اُنسے کچھ مانگنا اور بعض انضمام مفاسد سے نامشروع ہو گئی ہیں جیسے عرس یا
سماع یا قل پنج آیت یا مجلس مولد کہ عوام اِن امور کے منع یا ترک کو درویشی
کے خلاف سمجھتے ہیں ان کے مفاسد کی تحقیق اور بحث مفصل احقر نے اصلاح الرسوم
وحق السماع وتعلیم الدین کے حصہ پنجم وحفظ الایمان میں لکھدی ہے اور بعض امور
ایسے ہیں کہ اگر انکو داخل بزرگی وموجب زیادت قرب سمجھے تو بدعت قبیحہ ہے اور
اگر اعتقاد میں کوئی فساد نہ ہو تب بھی محض دنیا ہے جیسے عملیات یا ترک حیوانات اور
بعضے امور فی نفسہ نیک ہیں اگر اُسمیں فساد عقیدہ نہ ہو مثلاً شجرہ پڑھنا کہ حقیقت اُسکی
مقبولان الٰہی کیساتھ توسل ہے دعا میں جو سنت سے ثابت ہے لیکن اگر اس میں یہ سمجھا
جاوے کہ ان حضرات کے نام پڑھنے سے وہ ہمارے حال پر متوجہ رہینگے تو محض بے
سند غلط عقیدہ ہے جو حسب آیت ولا تقف ما لیس لک بہ علم ممنوع ہے اور مثلاً
مطالعہ کتب تصوف کا اگر کوئی عالم جامع منقول ومعقول اور عارفین کا صحبت یافتہ
ہو اُس کیلئے مضائقہ نہیں ورنہ برہم زن دین وایمان ہے اسلئے اس قسم کی کتابیں
ہرگز نہ دیکھی جاویں جیسے مثنوی مولوی رومی دیوان حافظ یا دوسرے بزرگوں کے

ملفوظات و مکتوبات جنمیں تحقیقات اسرار یا انکے مواجید و احوال ہیں بلکہ ان حضرات کی حکایات بھی نہ دیکھیں یہ سب عام افہام سے خارج ہیں۔

ہدایت دہم چونکہ بعض آدمی خواہ مرد ہوں یا عورت مرید ہو کر بھی اپنی حالت اور عادت کی کچھ اصلاح نہیں کرتے اسلئے اسکے متعلق بھی کچھ کچھ ضروری امور لکھتا ہوں تا قی مفصل احکام کتب دینیہ میں مذکور ہیں۔

عام مردوں نکو نصیحت۔ علماء سے بکثرت ملتے رہو۔ انسے مسائل پوچھتے رہو اگر پڑھے ہوئے ہو تو بہشتی زیور اور بہشتی گوہر یا بجائے اسکے صفائی معاملات و مفتاح الجنۃ کو دیکھتے رہو اور اسپر عمل رکھو۔ لباس خلافِ شرع مت پہنو جیسے ٹخنوں سے نیچے پائجامہ یا کوٹ تپلون یا ریشمی یا زر دوزی کا کپڑا یا چار انگل سے چوڑی لیس دار ٹوپی یا لتنے ہی کام کا سچا کا مدار جوتا۔ داڑھی مت کٹاؤ نہ اسکو منڈواؤ۔ البتہ ایک مٹھی سے جتنی زائد ہو اسکا اختیار ہے جتنی رسمیں سنت کے خلاف رائج ہو رہی ہیں سب کو چھوڑ دو خواہ وہ دنیا کے رنگ میں ہوں خواہ دین کے رنگ میں جیسے تولد فاتحہ عرس شادی میں ساچق اور برات اور مہمان داری یا نام کیلئے کھانا پکوانا کھلانا یا شہرت و ناموری کیلئے دینا دلانا۔ عقیقہ و ختنہ و بسم اللہ کے مکتب میں جمع ہونا یہ سب ترک کردو نہ اپنے گھر کرو نہ دوسرے کے یہاں شریک ہو یا غمی میں تیجا دسواں چالیسواں وغیرہ شب برات کا حلوا یا محرم کو تیوہار منانا نہ خود کرو نہ دوسرے کے یہاں جا کر ان کاموں میں شریک ہو میلوں ٹھیلوں میں مت جاؤ نہ اپنے بچوں کو جانیدو اور انکو ایسی بیہودہ باتوں کے لئے پیسے بھی مت دو جیسے انکو آتشبازی تصویر دار کھلونے وغیرہ زبان کو غیبت اور گالی گلوچ سے بچاؤ جماعت کیساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو

کسی عورت یا لڑکے کیطرف بُری نگاہ سے مت دیکھو گانا بجانا مت سنو پیر سے ہر کام
کیلئے تعویذ گنڈے مت مانگا کرو بلکہ اُس سے دین سیکھو۔ البتہ دعا کرانے کا مضائقہ
نہیں ایسا مت سمجھو کہ اگر نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیا جاویں یہ مت سمجھو کہ
پیر کو سب خبر رہتی ہے اسسے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے تصوف کی کتابیں مت
دیکھو تقدیر کے مسئلہ میں بھی گفتگو مت کرو پیر نے جو بتلا دیا وہ
کئے جاؤ رشوت اور سود مت لو رہن کی آمدنی بھی سود ہے اُس سے بچو اور جتنے
لین دین خلاف شرع ہیں سب سے بچو خواب پر بدون مسئلہ پوچھے عمل مت کرو اگر پیر کے
پاس جاؤ اور وہ اپنے کسی کام میں مشغول ہو تو اُسکے کام میں حرج مت ڈالو ایسی
جگہ بیٹھو کہ اس کا دل تم کو دیکھ دیکھ بٹ جاوے کہیں کنارے پر بیٹھ جاؤ جب وہ
فرصت پا دیں سامنے آجاؤ۔ تعلیم الطالب منگاؤ اور دیکھو تعلیم الدین کے چار حصے
پہلے بھی دیکھ لو جزا الاعمال بھی دیکھ لو۔

عام عورتوں کو نصیحت۔ شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔ اولاد کے ہونے
زندہ رہنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔ فال مت کھلواؤ۔ فاتحہ نیاز ولیوں کی
مت سمجھو۔ بزرگوں کی منت مت مانو۔ شب برات۔ محرم۔ عرفہ۔ تبارک کی روٹی
تیرہ تیزی کی گھونگھنیاں کچھ مت کرو۔ جن سے شرع میں پردہ ہے چاہے وہ پیر ہو
اور چاہے اور کیسا ہی نزدیک کا ناتہ دار ہو جیسے دیور جیٹھ خالہ یا پھوپھی یا چچا یا
ماموں کا بیٹا یا بہنوئی یا نندوئی یا منہ بولا بھائی اب ان سب سے خوب پردہ
کرو۔ خلاف شرع لباس مت پہنو۔ جیسے کلیوں دار پائجامہ یا ایسا کرتہ جس میں پیٹ
پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے

ہوں یہ سب چھوڑ دو لانبی آستینوں کا اور نیچا اور دبیز کپڑے کا کرتہ بناؤ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو اور دھیان کر کے سر پر سے مت ہٹنے دو ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اُس وقت سر کھولنے میں ڈر نہیں۔ کسی کو جھانک تاک کر مت دیکھو کہیں بیاہ شادی مونڈن چلہ چھٹی ختنہ عقیقہ سنگنی چوتھی وغیرہ میں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسیکو بلاؤ کوئی کام نام کے واسطے مت کرو کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ پانچوں وقت نماز اول وقت پر پڑھو اور جی لگا کر تھام تھام کر پڑھو رکوع سجدہ اچھی طرح کرو ایام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو کہ کسی وقت کی نماز ایام بند ہونیکے بعد رہ نہ جاوے اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ لچکہ وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ نکالو بہشتی زیور ایک کتاب ہے اسکو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو اور اُسپر چلا کرو خاوند کی تابعداری کرو اسکا مال اُس سے چھپا کر خرچ مت کرو گانا کبھی مت سنو اگر قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو کتاب پڑھنے یاد یکھنے کیلئے مول لینا ہو تو پہلے کسی عالم کو دکھلا لو اگر وہ صحیح معتبر بتلا دیں تو خریدو ورنہ مت لو جہاں رسم و رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہو وہاں مت جاؤ اور نہ بلانے میں شریک ہو۔

خاص ذاکر شاغل لوگوں کو وصیت اوپر کی نصیحتیں دیکھ لو ہر امر میں سنت پر عمل کرنیکا اہتمام کرو اس سے قلب میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے اگر کسی سے کوئی بات خلاف مزاج پیش آوے صبر و تحمل کیا کرو جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو خاصکر غصہ کی حالت میں بہت سنبھلا کرو کبھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو۔ جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے خوب سوچ لیا کرو جب خوب اطمینان ہو جاوے کہ اسمیں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی متفق

ہوجاوے کہ اس میں کوئی دنیوی ضرورت یا دینی منفعت ہے اُس وقت زبان سے نکالو۔ کسی بُرے آدمی کی بھی بُرائی نہ کرو۔ نہ سُنو کسی صاحب حال پر طعن مت کرو کسی مسلمان کو گو وہ خطا کار یا کم رتبہ ہو حقیر مت سمجھو مال وجاہ کی طمع وحرص مت کرو تعویذ گنڈوں کا شغل مت رکھو اس سے عوام کا ہجوم ہوتا ہے۔ جہانتک ممکن ہو ذاکرین کی جماعت میں شامل اور داخل رہو اس سے نور اور عزم اور شوق سب میں قوت ہوتی ہے۔ دنیوی تعلقات مت بڑھاؤ بے ضرورت بہت سا سامان مت جمع کرو۔ حتی الامکان خلوت میں ہو بدون ضرورت ومصلحت لوگوں سے زیادہ مت ملو اور جب ملنا ہو خوش خلقی سے پیش آؤ اور بعد رفع ضرورت جلدی اُن سے جُدا ہو جاؤ بالخصوص تُنناسا دنیا داروں سے بہت بچو یا تو اہل اللہ کی صحبت ڈھونڈو یا عوام میں ناشناسا لوگوں سے ملو ان سے ضرر کم پہنچتا ہے اگر قلب پر کچھ احوال یا علوم وارد ہوں شیخ سے اطلاع کرو۔ شیخ سے کسی خاص شغل کی درخواست مت کرو ثمرات ذکر کے بجز شیخ کے کسی پر ظاہر مت کرو اگر تصوف کی کتابیں دیکھنے کا شوق ہو تو پہلے تعلیم الدین کا حصہ پنجم اور کلید مثنوی مطالعہ کر لو جبکہ تم معقول ومنقول کے جامع عالم ہو۔ سخن پروری کبھی مت کرو بلکہ جب تم کو اپنی غلطی ثابت ہوجاوے فوراً اقرار کر لو۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھو۔ اُسی سے التجا رکھو۔ اور استقامت کی درخواست کرو والسلام خیر تمام۔ تمت

الرسالۃ بحمدہ تعالیٰ وکان بدؤھا وختمھا فی الیومین الاولین من عشرۃ رمضان الانور سنہ ۱۳۰۲ھ من الھجرۃ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔





